فیصلہ

قرآن وسُنّت کا چلے گا

کسی ایرے غیرے کا نہیں

بجواب

فیصلہ آپ کریں

ناشر

اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

Published by.
Islam International Publications Ltd.
Islamabad,
Sheephatch Lane, Tilford,
Surrey GU10 2AQ, U K.

Printed by·
Raqeem Press,
Islamabad, U K.

© 1991 ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

ISBN 1 85372 434 3

Electronic version by www alislam.org

فہرست

1-	فیصلہ	1
2-	چاند اور سورج کا گرہن اور دعویٰ فضیلت!	2
3-	تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا!	4
4-	قدم پیچھے نہیں بلکہ آگے!	5
5-	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قادیان میں اترنا	6
6-	ہر شخص ..... محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے!	10
7-	"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں"	12
8-	سور کی چربی والا خنجر	14
9-	مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ!	16
10-	کشفی حالت میں حضرت فاطمہؓ کی ران مبارک پر سر رکھنا	18
11-	گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم	22

○ ○ ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ!

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے ایک دو ورقہ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے "فیصلہ آپ کریں" یہ دو ورقہ عبدالرحمان یعقوب باوا کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں مذکور ہر اعتراض کے ترتیب وار جواب سے قبل 'تمہید کے طور پر ایک دلچسپ واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ جھنگ میں دیوبندی حضرات اور دوسرے مسلمانوں کے مابین باقاعدہ اس موضوع پر مناظرہ ہوا کہ گستاخِ رسول' دونوں میں سے کون ہے؟ سرکاری سرپرستی و نگرانی میں ہونے والے اس مناظرہ کیلئے فریقین نے بغرض "ثالثی فیصلہ" بعض اصحابِ علم و دانش پر اتفاق کیا اور ایک تحریر کراہان کے دستخطوں سے وجود میں آئی اور فریقین نے اقرار کیا کہ ان معزز ثالث حضرات کا فیصلہ ہمیں قبول ہوگا۔ پولیس کی حفاظت میں نظم و ضبط کے ساتھ "بلدیہ ہال" میں ہونے والے اس مناظرہ کے بعد معزز ثالثوں نے خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اور اپنی عاجزی و انکساری کے بعد کہا کہ ہمارے ذمہ فیصلہ سنانے کا ناخوشگوار فریضہ ادا کرنا ضروری ہے اور پھر انہوں نے فریقین کی موجودگی میں تحریری متفقہ فیصلہ دیا کہ دیوبندی گستاخِ رسول' ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں مطبوعہ "مناظرہ جھنگ" شائع کردہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال۔ فیصلہ کی تحریر کا عکس صفحہ نمبر ۲۴ پر دیا گیا ہے۔

آج یہی گستاخانِ رسول' ہیں جو امت کے دوسرے عشاقانِ رسول پر گستاخی کا الزام لگا رہے ہیں۔

معزز قارئین! ہم ان کے ایک ایک الزام کا جواب اور اس کی حقیقت آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

○○○

باوا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ایک عربی شعر کا ترجمہ درج کیا ہے کہ
"اس (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۷۱)

جناب باوا صاحب اتنے کور باطن انسان ہیں کہ انہیں پتہ نہیں چلتا کہ اعتراض کس پر کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اعتراض کر رہے ہیں تمام علماء جانتے ہیں کہ چاند، سورج گرہن کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے نہیں کی بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چاند کا گرہن ہوا تھا۔ یہی بات حضرت مرزا صاحب نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار کے لئے بیان کی ہے۔ اور چاند اور سورج کے گرہن کو آج تک کسی احمدی عالم نے حضرت مرزا صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت کے طور پر پیش نہیں کیا۔لیکن یہ باوا صاحب اتنے جاہل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو ایک روشن حقیقت کی طرح چلی آرہی ہے گزشتہ چودہ سو سال میں دین کے معترضین نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ایک چاند ہی کو گرہن لگا تھا اور مہدیؑ کے لئے دو کو گرہن لگے گا اور کسی نے اس وجہ سے مہدیؑ کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت کا نہیں سوچا۔ لیکن باوا صاحب کے ذہن میں یہ فتنہ کوندا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تائید میں یہ نشان پیش کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا اعلان کیا ہے۔ یہ باوا صاحب کی نیت کی کجی نہیں تو اور کیا ہے۔ حملہ تو بظاہر حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں لیکن حملہ ان باتوں پر کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی تحقیق نہیں بلکہ وہ مسائل دیتے ہیں جن کی سند محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اگرچہ کثرت کے ساتھ علماء نے چاند سورج گرہن کی پیشگوئی والی حدیث کو قبول کیا ہے اور ہندو پاکستان میں حضرت مرزا صاحب سے پہلے اس کا خوب چرچا تھا کہ چاند اور سورج گرہن لگے گا۔ لیکن اب مرزا صاحب کے بعد یہ اسے امام باقرؒ کا قول قرار دینے لگے ہیں تاکہ مرزا صاحب سے کسی نہ کسی طریق سے چھٹکارا مل جائے جن کے زمانہ میں ۱۸۹۴ء میں معینہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو

گرہن لگا۔

یہ الگ بحث ہے لیکن اس وقت بحث یہ ہے کہ چاند اور سورج دو کا گرہن ہونا حضرت مرزا صاحب کی ایجاد نہیں کہ ان پر الزام دیا جائے کہ اپنی فضیلت کی خاطر ایک کی بجائے دو گرہن بنا لئے ہیں۔

اسے اگر حدیث نبوی نہ بھی مانیں تو یہ امام باقرؒ جو تقریباً ۱۲۲۹ سال قبل گزرے ہیں' کی پیشگوئی ثابت ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ' کے پوتے اور امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے تھے۔ کروڑہا شیعہ انہیں امام مانتے ہیں ان کی طرز روایت یہ نہ تھی کہ سلسلہ وار واقعات سناتے کہ انہوں نے فلاں سے سنا اور فلاں نے فلاں سے سنا بلکہ اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی پرورش ہوئی۔ اور جو باتیں وہ وہاں سنتے تھے وہی بیان فرما دیتے تھے۔ اس لئے ان کی بیان فرمودہ روایت کو دوسرے پیمانے سے نہیں پرکھا جائے گا۔ بلکہ ان بزرگ آئمہؒ کے مقام اور ان کی نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ مقام اور مرتبہ کو لحوظ رکھتے ہوئے جو یہ آنحضرتؐ کی طرف منسوب کریں اسے بدرجہ اولیٰ لحوظ رکھنا ہو گا۔ اب بابا صاحب مانیں نہ مانیں کروڑہا شیعہ امام باقرؒ کی اس روایت کو ہی ماننے پر مجبور ہیں اور سنی علماء میں سے بھی ایک تعداد اس روایت کا احترام کرتی آئی ہے۔ اور بابا صاحب جیسے کج بحث بھی اس حقیقت سے بہرحال انکار نہیں کر سکتے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی بنائی پیشگوئی نہیں۔ اگر بنائی ہے تو پھر ضرور امام باقرؒ نے بنائی ہے۔ پس کیا امام باقرؒ نے ایسا امام مہدی علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ثابت کرنے کے لئے کیا تھا؟

ضمناً یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ روایت حدیث کی کتاب دار قطنی میں موجود ہے جسے سنی علماء ایک پائے کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی لحوظ خاطر رہے کہ بابا صاحب نے اپنی بددیانتی کا یہاں بھی کرشمہ دکھایا ہے جس نظم کا یہ شعر ہے اسی میں دو شعروں کے بعد حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔

والظل لا یخالف اصلہ ☆ فما لہ لی وجھی یلوح و یزھر

یعنی سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے معجزات ہیں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵)

اس باب میں آخری کلام یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت جو ان تمام امور میں فیصلہ کن ہے یہ بلوا صاحب سادہ لوح عوام سے چھپاتے پھرتے ہیں جس کے بعد اس نوع کا ہر اعتراض جیسا انہوں نے کیا ہے مردود ہو جاتا ہے۔

— ۲ —

بلوا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو ہدفِ اعتراض بنایا ہے۔

"دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹)

اس سے بلوا صاحب غالباً یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت سے بھی آپ کا تخت اونچا ہے۔

قارئین کرام: ملاحظہ فرمائیں کہ اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے کہیں بھی اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا۔ جو بات بلوا صاحب کہہ رہے ہیں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ یہود کو فرماتا ہے۔ **انی فضلتکم علی العلمین** کہ میں نے تمام جہانوں پر تمہیں فضیلت دی۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کر دے کہ جب یہود تمام جہانوں سے افضل ہو گئے تو اسلام کے جہان سے بھی افضل قرار پائے۔ ایسی ٹیڑھی سوچ والے کو انسان یہی کہہ سکتا ہے کہ عقل سے کام لو۔ بعض بیانات خاص زمانہ یا محدود وقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح فصیح و بلیغ کلام میں بعض باتیں حذف ہوتی ہیں اور صاحبِ عرفان ایسی تحریروں سے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ ان سے کیا مراد ہے۔ اس لئے ایسی عبارتوں کو معنے دینا جو ہرگز جائز نہ ہوں' دیانتداری کے منافی ہے۔ پس جہاں جہاں بنی اسرائیل کی فضیلت کا ذکر ہے وہاں سب مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی یہی تشریح کرتے ہیں کہ اس کا اطلاق ایک محدود زمانہ پر ہوتا ہے' ہمیشہ کیلئے اور ہر زمانہ کے لئے اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

حضرت مرزا صاحب کا مذکورہ بالا الہام بھی ایک محدود زمانہ سے تعلق رکھنے والا ہے اور ہرگز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ تخت اس میں شامل نہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب

کے ایک اور الہام میں اس کی تشریح ملتی ہے جس میں آپ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

"انا فضلنک علی العلمین"

(اربعین نمبر ۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۵۳)

پس یہ وہی مضمون ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے اور تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آپ کی اپنی زبان میں اس کی کھلی کھلی تشریح بھی موجود ہے جس کو پڑھنے کے بعد ہر صاحب انصاف مطمئن ہو جاتا ہے کہ نعوذ باللہ اس فضیلت میں یا یہاں بیان شدہ فضیلت میں ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ نہیں ہو رہا بلکہ ایسا مقابلہ تو جماعت احمدیہ کے نزدیک کھلا کھلا کفر ہے۔ دیکھئے حضرت مرزا صاحب نے اپنے الفاظ میں تشریح کیا ہے۔ فرمایا:۔

"جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر میں نے تجھے فضیلت دی"

(اربعین نمبر ۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۴۳)

پس حضرت مرزا صاحب کی طرف سے اس تشریح کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف کوئی بات آپ کی طرف منسوب کرنا سراسر ظلم ہے۔

—۳—

باوا صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی کتاب کلمۃ الفصل سے حسب ذیل اقتباس اعتراض کے طور پیش کیا ہے۔

"ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود (مرزا) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوتِ محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا"۔

(کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ پہلو میں کھڑا ہونا تو خدائی صحیفوں کا ایک محاورہ ہے جو ہرگز کسی کو ہم مرتبہ نہیں بناتا۔ برابری کے لئے ہم مرتبہ اور ہم پلّہ کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوا صاحب کو اردو محاوروں کا ہی علم نہیں یا پھر جانتے بوجھتے ہوئے لوگوں کو دھوکہ دے رہے

ہیں۔

پہلو میں کھڑا ہونا تو قرب کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ مرتبے کی برابری کو۔ جس طرح ایک بچہ باپ کے پہلو میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس قربت کو اناجیل کے ایسے محاورے ظاہر کرتے ہیں کہ جن میں لکھا ہے کہ مسیح خدا تعالیٰ کے دائیں ہاتھ بیٹھ گئے چنانچہ دیکھیں:۔

متی باب ۲۶ آیت ۶۴ ' مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹ اور لوقا باب ۲۲ آیت ۶۹ وغیرہ وغیرہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا کلام جماعت احمدیہ پر حجت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جو لوگ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریرات سے واقف ہیں وہ کامل یقین رکھتے ہیں کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو کبھی خواب و خیال میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ نہیں سمجھتے تھے اور ایسے خیال کو کفر قرار دیتے تھے۔ پس

"پہلو" سے بیان میں صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا مضمون بیان کیا گیا ہے کہ یہ مقدر تھا کہ باقی لوگ جہاں پیچھے پیچھے آ رہے تھے امام مہدیؑ کو خدا تعالیٰ کمال خلوص کے ساتھ متابعت میں قدم مارنے کی برکت سے اتنا قریب کر دے گا کہ جیسے ایک ہونہار شاگرد اپنے استاد کے پہلو میں چلتا ہے یا ایک فرمانبردار بیٹا اپنے بزرگ باپ کے پہلو میں چلنے کی سعادت پاتا ہے بعینہٖ حضرت مرزا صاحب اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہونے کی سعادت پا گئے۔ پس اگر یہ محل اعتراض ہے تو پھر خدا کے پہلو میں اس کے دائیں ہاتھ بیٹھنے پر اس سے بھی زیادہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔

—— ۴ ——

بابا صاحب نے کتاب کلمۃ الفصل صفحہ ۱۰۵ سے یہ عبارت تحریر کی ہے۔

"اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے"

معزز قارئین! یہ قرآن انبیاء علیہم السلام کی عظمتِ شان کی دلیل ہے کہ جن کی ایک اور بعثت بھی مقدر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" و اعظم الانبیاء شانا من لہ نوع اخر من البعث ایضا و ذالک ان یکون مراد اللہ تعالیٰ فیہ سببا لخروج الناس من الظلمات الی النور و ان

"يكون قومه خير امة اخرجت للناس فيكون بعثه يتناول بعثا آخر"

(حجۃ اللہ البالغہ - جلد اول باب حقیقۃ النبوۃ و خواصہا)

کہ شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہو اور وہ اس طرح ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی دوسری بعثت میں یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہو - اور اس کی قوم خیر امت ہو جو تمام لوگوں کیلئے نکالی گئی ہو - لہٰذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہوگی -

اس پہلو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے بڑھ کر بلند ' عظیم اور اعلیٰ مقام عطا ہوا ہے - کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دوسری بعثت کا خود قرآن کریم میں وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے -

هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم ايته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة - و ان كانوا من قبل لفى ضلل مبين - و اخرين منهم لما يلحقوا بهم و هو العزيز الحكيم -

(سورۃ الجمعہ ۳ ' ۴)

ترجمہ : وہ خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا - ان پر وہ اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے - اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے نہیں ملی اور وہ غالب اور حکمت والا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورۃ جمعہ کا نزول ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے - عرض کی - یارسول اللہ ! یہ " آخرین " کون لوگ ہیں ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا اور خاموش رہے - پھر وہی سوال کیا گیا مگر آپ پھر خاموش رہے - چنانچہ جب تیسری مرتبہ وہی سوال کیا گیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو آپ کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے ' کے کندھے پر آپ نے ہاتھ رکھا اور فرمایا :-

لو كان الايمان عند الثريا لناله رجل من هولاء

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورہ جمعہ)

کہ جب ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے گا ان (یعنی اہلِ فارس) میں سے ایک شخص ہو گا جو اسے واپس لائے گا۔

قارئین! ملاحظہ فرمائیں! کہ سوال یہ کیا گیا تھا کہ وہ "آخرین" کون ہیں لیکن جو جواب دیا گیا وہ یہ تھا کہ جب ایمان اس دنیا سے اٹھ جائے گا تو اسے واپس لانے والا اہلِ فارس میں سے ہو گا۔

دیکھئے کس جامعیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب اہل فارس میں سے وہ شخص ایمان کو واپس لائے گا تو اس پر ایمان لانے والے اور اس کی اتباع کرنے والے اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں میں پہننے والے ہی "آخرین" ہونگے۔ جو "منہم" کے مصداق ہونگے یعنی وہ بھی صحابہؓ میں ہی شمار ہونگے۔

پس یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ایسے نبی کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مصداق ہو۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہؐ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے بعد پیدا ہونے والے تھے، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

باوا صاحب! عقل کے ناخن لیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر اعتراض کرنا نادانی ہی نہیں خدا تعالیٰ کی سخت نافرمانی بھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت جو آخری زمانہ میں بروزی طور پر ہونی مقدر تھی، کا ہی وعدہ تھا جسے ایمان کو واپس لانے والے مہدی معہودؑ میں پورا ہونا تھا۔ یہی وہ وجود تھا کہ جس کو بڑی کثرت سے بزرگانِ سلف نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کا عکسِ کامل، آپ کا بروز، آپ کے انوار کا عکاس، حتی کہ اسکا باطن آپ ہی کا باطن قرار دیا۔ جیسا کہ ذیل کی چند مثالوں سے واضح ہے۔ حضرت امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

" المہدی الذی یجیئ فی اٰخر الزمان فانہ یکون فی الاحکام الشرعیۃ تابعا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم و فی المعارف والعلوم و الحقیقۃ تکون جمیع الانبیاء و الاولیاء تابعین لہ کلہم ..... لان باطنہ باطن محمد صلی اللہ علیہ و سلم۔"

(شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر صفحہ ۵۲)

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شریعت میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو گا لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے۔

یہ قول سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے امام مہدی کے باطن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن قرار دے کر انہیں آپ کا عکس اور ظل و بروزی قرار دیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب الخیر الکثیر میں فرماتے ہیں۔

حق لہ ان ینعکس فیہ انوار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ویزعم العامۃ انہ اذا نزل الی الارض کان واحدا من الامۃ کلا بل ھو شرح لاسم الجامع المحمدی و نسخۃ منتسخۃ منہ فشتان بینہ وبین احد من الامۃ

(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ مجتبائی)

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا حق یہ ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہو گا تو وہ صرف ایک امتی ہو گا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدیؐ کی پوری تشریح ہو گا۔ اور اسی کا دوسرا نسخہ ہو گا پس اس میں اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب نے آنے والے مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا پورا عکس اور آپ کا کامل ظل و بروز قرار دیا ہے۔

شیخ محمد اکرام صابری لکھتے ہیں:-

"محمد بود کہ بصورت آدم در مبداء ظہور نمود یعنی بطور بروز در ابتداء عالم، روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شد۔ وہم او باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بروز ظہور خواہد کرد و تصرفہا خواہد نمود"

(اقتباس الانوار صفحہ [illegible] بحوالہ بیان المجاہد صفحہ [illegible])

یعنی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے آدم کی صورت میں دنیا کی ابتدا میں ظہور فرمایا یعنی ابتدائے عالم میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بروز کے طور پر حضرت آدم میں ظاہر ہوئی۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہونگے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت امام مہدیؑ کی شکل میں ظاہر ہونگے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مہدی میں بروز اور ظہور کریگی۔

پس خدا تعالیٰ کے اسی وعدہ کا ذکر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں بیان فرمایا ہے۔ اگر یہ قابلِ اعتراض بات ہے تو یہ اعتراض حضرت مرزا بشیر احمد صاحب پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر ہے جس نے اپنے پاک کلام میں یہ وعدہ دیا۔

—— ۵ ——

بادا صاحب نے اپنے اس دو ورقہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف حسب ذیل عبارت منسوب کی ہے تاکہ وہ یہ ثابت کرسکیں کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی ہے۔ چنانچہ بادا صاحب رقمطراز ہیں۔

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے"

(الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

معزز قارئین! یہ عبارت نہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء کے الفضل میں کہیں موجود ہے نہ کسی اور شمارہ میں۔ یہ بادا صاحب کا دجل ہے اور ایسی کھلی کھلی تلبیس ہے کہ جس پر ہمیشہ جھوٹے سہارا لیا کرتے ہیں۔ اور یہ بادا صاحب تو تلبیس اور خیانت کے ایسے استاد ہیں کہ خود ساختہ عبارت کو کسی اور کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر بڑی ہٹ دھرمی سے چیلنج بھی دیتے چلے جاتے ہیں کہ کوئی ان کے پیش کردہ حوالہ جات کو غلط ثابت نہیں کرسکتا۔

قارئین کرام! حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ جن کی طرف بادا صاحب نے مذکورہ بالا عبارت منسوب کی ہے "کا تو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی عقیدہ نہ تھا کہ۔

"کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد

رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وسلمؐ سے بڑھ سکے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ [illegible] حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ [illegible] فروری [illegible])

یہی جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ ہے۔لیکن دیکھئے باوا صاحب کیسے کیسے افتراء اس پر باندھتے ہیں ۔ جو حوالہ باوا صاحب نے الفضل [illegible] جولائی [illegible] کا دیا ہے وہاں بھی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھنے سے نہیں روکا۔ اگر کسی شخص میں ہمت ہے تو بڑھ جائے مگر وہ بڑھے گا نہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قربانی دی ہے کوئی وہ قربانی دینے کا اہل نہیں۔

یہ صاف بات ہے کہ بڑھ سکنا اور چیز ہے اور بڑھنا اور چیز۔ بڑھ سکنے کے یہ معنے ہیں کہ ہر شخص کے لئے آگے بڑھنے کا موقعہ ہے اور یہ راستہ اس کیلئے بند نہیں بلکہ کھلا تھا لیکن جب کوئی شخص آپ سے بڑھا نہیں تو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عشق کا نمونہ دکھلایا۔ ویسا نمونہ اور کوئی نہیں دکھا سکا۔ عام آدمی تو الگ رہے وہ نمونہ ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی نہیں دکھا سکے"

یہی مضمون آپ نے اور رنگ میں مزید وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرمایا:۔

"اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلمؐ سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا مگر تم میرے سامنے وہ کوئی تو لاؤ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مقاماتِ قرب کے حصول میں زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم اٹھانے والا ہو۔

ہو سکنا اور چیز ہے اور ہونا اور چیز ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسولِ کریم صلیؐ اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ عیسائیوں سے کہہ دو کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔ اب اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ واقعہ میں خدا کا کوئی بیٹا ہے۔

اسی طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے اپنے درجہ میں آگے نکل گیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا مگر عملی حالت یہی ہے کہ کسی ماں نے ایسا کوئی بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ - فروری ۱۹۲۲ء)

پس آگے بڑھنے کا امکانِ عقلی تسلیم کرتے ہوئے بہت واضح طور پر کہا گیا ہے کہ واقعاتی طور پر نہ ایسا ہوا نہ قیامت تک ہو گا۔ قربِ خداوندی کے میدان میں تمام بندے (ماضی، حال اور مستقبل کے سب) کھلاڑیوں کی صورت دوڑ میں حصّہ لے رہے ہیں اس میں کسی بندے یا کھلاڑی کو نہ روکا گیا ہے نہ اس کے پاؤں باندھے گئے ہیں کہ ضرور دوڑ میں پیچھے رہ جائے اگر ایسا ہو تو ناانصافی بلکہ ظلم کہلائے گا لہذا آگے بڑھ سکنے کے امکانِ عقلی سے انکار کسی بھی طرح مناسب نہیں البتہ واقعاتی حقیقت یہی ہے کہ:

"کسی ماں نے ایسا کوئی بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے" ("مصلح موعود")

---۲---

بٹوا صاحب نے قاضی ظہور الدین اکمل صاحب کے یہ دو شعر

"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

درج کئے ہیں تاکہ یہ ثابت کریں کہ گویا جماعتِ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتی ہے ـــــ حالانکہ

یہ وہ اشعار ہیں جو جماعت احمدیہ کے عقائد سے ہرگز تعلق نہیں رکھتے نہ ہی یہ شاعر جماعت کی طرف سے مجاز سمجھے جا سکتے ہیں کہ وہ جماعتی مسلک کو بیان کریں لیکن صرف یہی بات نہیں اگر اس طرح ہر کس و ناکس کے خیالات پر فرقوں اور قوموں کو پکڑا جائے تو پھر تو دنیا میں کسی قوم اور فرقے کا امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اب غور سے سن لیں۔ جناب بٹوا صاحب! اگر اکمل صاحب یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ شخص جو قادیان میں بروز محمدؐ کے طور پر ظاہر ہوا وہ اس محمد صلی

اللہ علیہ وسلمؐ سے اپنی شان میں بڑھ کر تھا جو مکّہ میں پیدا ہوا تو ہرگز یہ عقیدہ نہ جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ ہے نہ کوئی شریف النفس جو حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے واقف ہو اسے احمدیت کی طرف منسوب کر سکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس طرح عجز سے بچھے رہے جس طرح قوموں کے لئے راہ بچھی ہوتی کہ آپ نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچے کی خاک کے برابر قرار دیا ہے دیکھئے کس طرح والہانہ عشق کے ساتھ یوں گویا ہیں۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

اب سنئے اکملؔ صاحب کے ان اشعار کی بات کہ واقعہ کیا ہوا تھا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ درحقیقت شاعر اپنی شعری دنیا میں بسا اوقات ایسی باتیں بیان کر جاتا ہے جو دراصل اس کے مافی الضمیر کو پوری طرح بیان نہیں کر پاتیں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ بعض اوقات شاعر کو خود اپنے شعروں کی وضاحت کرنی پڑی ہے اور ان اشعار سے بھی جو غلط تاثر پیدا ہوتا ہے وہ غلط تاثر چونکہ ہر احمدی کیلئے جس نے یہ پڑھا سخت تکلیف کا موجب بنا جب شاعر سے اس بارہ میں جواب طلبیاں ہوئیں اور مختلف احمدی قارئین نے ان اشعار کی طرز پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو ان صاحب نے ان اشعار کا جو مضمون خود پیش کیا وہ حسبِ ذیل تھا:

"مندرجہ بالا شعر دربارِ مصطفویؐ میں عقیدت کا شعر ہے۔ اور خدا جو علیمٌ بذاتِ الصدور ہے شاہد ہے کہ میرے واہمہ نے بھی کبھی اس جاہ و جلال کے نبی حضرت ختمیت مآبؐ کے مقابل پر کسی شخصیت کو تجویز نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ بات میرے خیال تک میں نہ آئی کہ میں یہ شعر (آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں) کہہ کر حضرت افضل الرسلؐ کے مقابل میں کسی کو لا رہا ہوں۔ بلکہ میں نے تو یہ کہا۔ کہ محمدؐ کا نزول ہوا یعنی بعثتِ ثانیہ اور یہ تمام احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نہ تو تناسخ صحیح ہے نہ دوسرے جسم میں روح کا حلول بلکہ نزول سے مراد اس کی روحانیت کا ظہور ہے اور جو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ للاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ ہر آنے والے دن میں تیری شان پہلے سے زیادہ نمایاں اور افزوں ہوگی۔ بوجہ درود شریف اور اعمالِ حسنہ امّتِ محمدیہ جن کا ثواب جیسا کہ عمل کرنے والے کے نام لکھا جاتا ہے۔ ویسا ہی محرک و معلّمؐ کے نام بھی اس

لئے بےشک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر وقت بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی اور خدا کے وسیع خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں پس میں نے صرف یہی کہا کہ یہ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات و فیوض کا نزول پھر ہو رہا ہے اور آپ کے اترنے سے یہی مراد ہو سکتی ہے اور آپ کی شان پہلے سے بھی بڑھ کر ظاہر ہو رہی ہے۔ اس شعر میں کسی دوسرے وجود کا مطلق ذکر نہیں ہے بلکہ اسی نظم میں آخری شعر یہ ہے۔

غلام احمد مختار ہو کر　　　یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو رتبہ مسیح موعود ہونے کا پایا ہے وہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کی غلامی کے طفیل اور ان کی اتباع کا نتیجہ ہے۔"

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء)

ظاہر ہے کہ یہ مفہوم قابل اعتراض نہیں۔ اگر پھر بھی کوئی کہے کہ یہ مفہوم بعد میں شاعر نے بنا لیا ہے اور دراصل اس کا اصل مفہوم وہی تھا جو بظاہر دکھائی دیتا ہے اور جس پر بادا صاحب نے حملہ کیا ہے تو بے شک ایسا کہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ شاعر نے خود جو تشریح پیش کی ہو وہی دراصل اہل علم کے نزدیک قابل قبول ہوا کرتی ہے اور اگر یہ بات بھی کوئی تسلیم نہیں کرتا تو اکمل صاحب کی طرف گستاخی منسوب کر کے ان پر بے شک لعن طعن کرے لیکن ان کی طرف منسوب شدہ گستاخی کو ہرگز جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرنے کا اسے حق نہیں۔ ہم ایک بار پھر یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر بادا صاحب کے اخذ کیے ہوئے معانی درست ہیں تو یقیناً یہ شعر لعنت اور ملامت کا سزاوار ہے لیکن احمدیت ہرگز اس لعنت کا نشانہ نہیں بن سکتی۔

—— ۷ ——

بادا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ایک مکتوب سے حسب ذیل عبارت سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے بطور اعتراض تحریر کی ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ..... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(مکتوب الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

یہ ایک طویل مکتوب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی حلال کو محض شک کی بناء پر حرام قرار نہیں دینا چاہیے۔ اسی تسلسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریق بھی بیان فرمایا ہے۔

پتہ نہیں باوا صاحب کو اعتراض کس بات پر ہے یا محض دھوکہ دینے کے لئے ایسی باتوں کو اعتراض کے طور پر پیش کرکے عوام الناس کو اشتعال دلانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اسلامی لٹریچر سے ذرا بھی واقف ہوتے تو انہیں علم ہوتا کہ۔

حضرت شیخ زین الدین بن عبدالعزیز اپنی کتاب "فتح المعین شرح قرۃ العین" میں زیر عنوان "باب الصلوٰۃ" زیر کلمہ جبم مطبوعہ مصر مورخہ ۱۳۳۸ھ میں لکھتے ہیں:

"و جوخ اشتهر عمله بلحم الخنزير و جبن شامي اشتهر عمله بانفحة الخنزير و قد جاءه صلى الله عليه و سلم جبنه من عندهم و لم يسئل عن ذالك ذكره شيخنا في المنهاج"

"اور جوخ جو مشہور ہے بنانا اس کا ساتھ چربی سؤر کے اور پنیر شام کا جو مشہور ہے بنانا اس کا ساتھ پنیر مایہ سؤر کے اور آیا جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پنیر ان کے پاس سے پس کھایا آنحضرتؐ نے اس سے اور نہ پوچھا اس سے (یعنی اس کی بابت)"

یہ ترجمہ رسالہ "اظہار الحق درباره جواز طعام اہل کتاب" سے ماخوذ ہے جو ۱۳۰۸ھ میں مذکورہ بالا احادیث کی بناء پر ہوشیار پور کے قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جناب خان احمد شاہ صاحب نے شائع کیا۔ اس رسالہ یا فتویٰ پر مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور کئی دیگر علماء غیر مقلد کی مہریں بھی ثبت ہیں۔

پس یا تو باوا صاحب اسلامی لٹریچر سے بالکل کورے اور نابلد ہیں یا پھر سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ اگر ان میں دیانتداری کا ذرا بھی مادہ ہوتا تو حضرت مرزا صاحب پر حملہ کرنے سے قبل اپنے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی اور ان کے ہمنوا علماء پر حملہ کرتے اور ان کا قلع قمع کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب کی طرف رخ کرنے کی بجائے اگر ان میں جرأت ہوتی تو حضرت شیخ زین العابدین بن عبدالعزیز کی طرف رخ کرتے۔

—— ۸ ——

باوا صاحب نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے حسب ذیل تین اقتباس درج کئے ہیں۔

۱۔ "قادیان تمام بستیوں کی امّ (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟"

(حقیقۃ الرؤیا صفحہ ۴۶)

۲۔ جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو......... قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے انہ اوی القریہ فرمایا یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا) بھی فرماتے تھے کہ:۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(منصب خلافت صفحہ ۳۳ مصنفہ مرزا بشیر الدین)

۳۔ "قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان کا۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰ حاشیہ)

یہ عبارتیں نامکمل تحریر کی گئی ہیں۔ اور تخمین سے کام لیتے ہوئے یہ بھی نہیں بتایا کہ خطبۂ الہامیہ والی عبارت ایک کشف کا بیان ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرح برکتوں کے نزول کی جگہ قرار دے کر ان مقدس بستیوں کی توہین کی ہے۔

اگر کوئی تعصب کے زہر سے بھری نظر سے دیکھے تو اس سے ہماری بحث نہیں لیکن عام شریف النفس انسان سمجھ سکتا ہے کہ قادیان کے بارہ میں جو الفاظ ہیں ان سے بہت زیادہ قوت سے حضرت صوفی کامل خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ کے موطن چاچڑاں شریف کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان کے ایک مرید نے جو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا وہ آج سرائیکی علاقہ میں زبان زد عام ہے کہ

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ یار فرید باطن دے وچ اللہ

اس ذکر کو نہ اس وقت کسی نے محلِ اعتراض سمجھا نہ اب سمجھا جا سکتا ہے۔ ہر معقول آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ باتیں تبرکاً بیان کی جاتی ہیں اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ مکہ و مدینہ پر خدا!

تعالیٰ کا نور برستا ہے تو ان کے طفیل ان بستیوں پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں ان بستیوں کو مکہ و مدینہ کے ہم مرتبہ قرار دینے کا نعوذ باللہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرمایا کرتے تھے۔

"یہ فقیر جہاں رہے گا وہیں مکہ اور مدینہ اور روضہ ہے"

(خیر الافادات (ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی) ناشر ادارہ اسلامیات لاہور۔ اگست ۸۲ء)

اسی طرح شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں کہا۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی
تمہاری تربت انور کو دیکر طور سے تشبیہ
کہوں میں بار بار اَرِنی' میری دیکھی بھی نادانی

اب بتائیں' سارے اہل اسلام کو اشتعال دلانے والے ملاں خصوصاً وہ جو دیوبندی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نہایت محترم بزرگ کے یہ الفاظ ہیں۔ ان پر آپ کو کفر کا فتویٰ لگانا کیوں یاد نہیں رہا اور کیوں ان کے خلاف اور ان کو ماننے والے سب دیوبندیوں کے خلاف آگ بھڑکانے کا خیال نہیں آیا۔

یہ الفاظ تو بہت ہی خطرناک ہیں جو دیوبندیوں کے نہایت محترم بزرگوں نے بڑے طمطراق سے بیان کئے ہیں۔ حقیقت میں اگر گستاخی کی گئی ہے تو یہ ہے کہ باہر کی بستیاں مکہ سے برکات حاصل نہیں کر رہیں۔ بلکہ مکہ کی مقدس گلیوں میں' جو ہماری مقدس آقا و مولیٰ محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم چوما کرتی تھیں' مذکور مولانا صاحب کے نزدیک اہلِ ایمان کو اس وقت تک چین نہیں آسکتا جب تک گنگوہ کا رستہ نہ پوچھ لیں۔ یعنی مکہ اور بیت اللہ قبلہ نما ہیں تو قبلہ گنگوہ کا قصبہ بن گیا۔

مزید تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ اقبال نے ہندوستان کے متعلق لکھا۔

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے

(باقیاتِ اقبال صفحہ ۳۲۸۔ ناشر آئینہ ادب چوک مینار۔ انار کلی لاہور۔ طبع دوم ۱۹۶۶ء)

○ " حضور بابا فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنیؒ نے فرمایا کہ درویش کو ستر ہزار مقامات طے کرنے پڑتے ہیں ان سے پہلے ہی مقام پر درویش کے لئے یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر روز پانچوں وقت کی نماز عرشِ معلیٰ کے گرد کھڑے ہو کر ساکنانِ عرش کے ہمراہ ادا کرتا ہے اور جب وہاں سے درویش واپس آتا ہے تو ہر وقت اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور درویش جب وہاں واپس آتا ہے تو تمام جہان کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہے "

(انوار صابری صفحہ ۱۸)

حضور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی فرماتے ہیں۔

" مجھے ایک مرتبہ حج خانہ کعبہ کا بڑا شوق ہوا۔ میں نے حج کیلئے جانے سے پہلے ارادہ کیا کہ ایک بار پاکپتن شریف حاضری دے لوں۔ چنانچہ جب میں پاکپتن شریف پہنچا اور حضور شیخ الاسلام حضرت بابا صاحبؒ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میرا مقصودِ حج پورا ہوا' اور مزید انعامات الٰہی نصیب ہوئے اور فرمایا کہ کچھ مدت کے بعد پھر حج کا شوق غالب ہوا تو پھر پاکپتن شریف حاضر ہوا۔ اللہ کریم نے خصوصی انعامات سے نوازا۔ حضور سلطان المشائخ نے آبدیدہ ہو کر زبان مبارک سے فرمایا ۔

کس را رہ سوئے کعبہ بود وایں بسوئے دوست "

(انوار صابری" از حافظ عبید اللہ صابری ۔ اسلامی کتب خانہ گوجرانوالہ صفحہ ۱۶۲)

اب کیا یہ بابا صاحب ان عبارتوں کو بھی حذف ملامت بنائیں گے؟ اگر ان میں یہ جرأت ہے تو ایسا کر کے دکھائیں۔

—— ۹ ——

بابا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتاب " ایک غلطی کا ازالہ " سے یہ عبارت درج کی ہے

" اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھلایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ "

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۳ حاشیہ)

بابا صاحب نے اپنے فاسدانہ خیالات کو سچا ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے اس مکمل کشف کو یہاں درج نہیں کیا جو اس تحریر کے ساتھ اسی صفحہ پر نیچے حاشیہ میں آپ نے درج فرمایا ہے ۔۔۔۔ ان مولویوں کو ذرا حیا نہیں کہ ایک شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر والدہ کی طرح کر رہا ہے اور خود کو ان کی نسل میں سے ثابت کر رہا ہے مگر یہ ․ دلوی پھر بھی اپنے بغض کا تذکرہ ظاہر کرنے سے نہیں رکتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی مقدس اور قابلِ صد احترام بزرگ ہستی کے متعلق ایسا رویہ اختیار کرنا بیحد گستاخ آمیز اور ناقابلِ برداشت ہے۔ ہم حضرت مرزا صاحب کی تحریر کردہ پوری عبارت پیش کرتے ہیں اس سے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ مولوی اصل حق چھپا کر محض اپنے فاسدانہ خیالات کو سچ کر دکھانے کے لئے صرف مختصر تحریر پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنے قماش کے لوگوں کے خیالات غلط طرف موڑ سکیں۔

قارئین کرام! دیکھیں حضرت مرزا صاحب مذکورہ بالا تحریر کے نیچے حاشیہ میں اپنے اس کشف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"براہینِ احمدیہ میں یہ کشف بایں الفاظ درج ہے "اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آلِ رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں سِریہی ہے کہ افاضۂ انوارِ الٰہی میں محبتِ اہلِ بیت کو بھی بہت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرتِ احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں انکا وارث ٹھہرتا ہے اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نمازِ مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حس سے جو خفیف سے نشا سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو

دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ ۵۰۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

(ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۳)

اس کشف کے ایک ایک حرف کو پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ گویا یہ پنجتن پاک کمرے میں تشریف لائے ہیں اور کھڑے ہیں اور ان میں سے غالباً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک شفیق اور مہربان ماں کی طرح آپ کو اپنے ساتھ لگایا ہے اور آپ اتنی عمر کے بچے کی طرح ہیں کہ بمشکل آپ کا قد اس بزرگ اور مہربان ماں کی رانوں تک پہنچتا ہے اور جس طرح ایک ماں پیار اور شفقت سے اپنے بچے کو اپنے ساتھ لگاتی ہے اسی طرح کا یہ نظارہ ہے جو آپ کو کشف میں دکھایا گیا۔

اب ایسے نظارے پر گند کی پچکی کسنا گندی سرشت والے کا ہی کام ہے۔ سوائے اس شخص کے جسے اہلِ بیت کے تقدس اور احترام کا ذرہ بھر خیال نہ ہو اور کون اس پاکیزہ کشف پر تمسخر کر سکتا ہے؟

جہاں تک کشوف کا تعلق ہے امت کے کئی بزرگوں نے نہایت اسی طرح کے کشوف کا ذکر کیا ہے جن کے مطالعہ سے ہر کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ گستاخی کرنے والے اور اہلِ بیت کی ہتک کرنے والے غلط قسم کے استنباط کرنے والے لوگ ہیں نہ کہ صاحبِ کشف و رؤیا بزرگ۔ اگر معترض کی سرشت کے لوگ ان کے زمانہ میں ہوتے تو کیا ان پر بھی وہ بیہودہ سرائی کرتے؟

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے دیکھا کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استخوانِ مبارک لحد میں جمع کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کو پسند کرتے ہیں اور بعض کو ناپسند۔ چنانچہ خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔"

(تذکرۃ الاولیاء باب ۱۸ کشف المحجوب مترجم اردو صفحہ ۱۰۹)

اور حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

"رایت فی المنام کانی فی حجر عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا وانا ارضع ثدیہا الایمن ثم اخرجت ثدیہا الایسر فرضعتہ فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ مطبوعہ مصر صفحہ ۵۷ سطر ۸)

کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کی گود میں ہوں اور ان کے دائیں پستان کو چوس رہا ہوں۔ پھر میں نے بایاں پستان باہر نکالا اور اس کو چوسا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

یہ تو امت کے مسلّمہ بزرگوں کے کشوف میں سے دو نمونے کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ اب سلسلہ قادریہ چشتیہ کے مشہور بزرگ پیرِ طریقت، ہادیٔ شریعت حضرت شاہ محمد آفاق خلیفؒ ۱۷ اگست ۱۸۳۵ء کے اس کشف کو بھی پڑھ لیں جو انہوں نے اپنے ایک مرید فضل الرحمان گنج مراد آبادی کو بتایا۔ یاد رہے کہ شاہ محمد آفاق دیوبندیوں کے بزرگوں میں سے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"حضرت قدوۃ العلماء و اسوۃ الفضلاء، ہادیٔ شریعت و طریقت، واقفِ اسرارِ حقیقت و معرفت، مرجعِ خواص و عوام، قطبِ دوراں، غوثِ زماں مرشدِنا و مولانا فضل الرحمان صاحب دامت برکاتہم و عمت فیوضاتہم کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہمارے گھر میں چلو۔ مجھے جاتے ہوئے شرم آئی۔ اس لئے تامل کیا۔ حضرت نے مکرر فرمایا کہ چلو ہم کہتے ہیں۔ میں گیا۔ اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں۔ آپ نے سینہ مبارک کھول کر مجھے سینہ سے لگا لیا اور بہت پیار کیا۔"

(ارشادِ رحمانی صفحہ ۴۴ شائع کردہ خانقاہ مونگیر)

ہمیں تعجب ہے بابا صاحب کی عقل پر کہ اگر کوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کشف میں اپنی ماں کی طرح دیکھ لے تو اس پر یہ "توہین" "توہین" کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ لیکن مولانا فضل الرحمن کے اس "ارشاد" مذکورہ بالا کو پڑھ کر انہیں شرم تک نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اگر ان کی عقل و سمجھ اور بصیرت کے مطابق مناسب تعبیر نہ کی جائے تو نتائج انتہائی بھیانک ہو جاتے ہیں جس کے ذمہ دار صاحب رؤیا و کشوف بزرگ نہیں بلکہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کشوف کی غیر مناسب تعبیر کرتے ہیں یا تعبیر کی بجائے اسے ظاہر پر محمول کرکے پھر اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہیں۔

●●●

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آخر میں ہم قارئین کی خدمت میں حضرت مرزا صاحب کی چند تحریریں پیش کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے عاشقِ رسولؐ تھے اور اہلِ بیت کی محبت میں سرشار تھے۔ اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلمؐ سے جس عشق و فدائیت کا اظہار آپ نے اپنی نظم و نثر میں فرمایا اور جس کثرت سے فرمایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت کے مقام کا جو عرفان اپنی جماعت کو عطا کیا اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ پس ایسے شخص پر گستاخِ رسولؐ ہونے کا الزام لگانا یقیناً ایک بہت بڑا افتراء ہے۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

۱۔ جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش — در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است

ایں چشمہ رواں کہ بخلقِ خدا دہم — یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

ترجمہ۔ میرے دل و جان محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلمؐ کے جمال پر فدا ہیں۔ میری خاک آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کوچہ پر قربان ہے۔

میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کان سے سنا کہ ہر جگہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جمال کی گونج پائی جاتی ہے۔

معارف کا یہ جاری چشمہ جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

۲۔ "افاضۂ انوار الٰہی میں محبتِ اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے۔ وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت میں پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۰۳)

۳۔ "یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبیؐ کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسلؐ اور سب رسولوں کا سرتاجؐ ہے۔ اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمدؐ ہے۔ اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ۳ صفحہ ۲۴۹)

۴۔ واللہ یعلم انی عاشق الاسلام وفداء حضرت خیر الانام وغلام احمد المصطفیٰ

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۸)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اسلام کا حقیقی عاشق اور حضرت خیر الانامؐ پر دل و جان سے فدا اور ان کا غلام ہوں۔

۵۔ "آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی آمی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا۔ وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملیگی کہ کوئی بات ابکے آگے انہونی نہیں رہے گی زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہو گا۔ اور جھوٹے خدا سب اسکی پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہو گا اور الہٰی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔"

(سراج منیر صفحہ ۷۳)

۶۔ "یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۴۳)

۷۔ "اس نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاءؐ اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا ۔ اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ

پا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳)

۸۔ "حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کی پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور ہمارے رب کا کلام ترک کرکے پھر اور کونسی پناہ ہے جس طرف رخ کریں اور اس سے زبان کونسا جو پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے۔"

(الحکم ۸ نومبر ۱۸۹۸ صفحہ ۶)

۹۔ "بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حُبِّ صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوتِ ایمانی کا پیدا ہوتا ہے اور محبتِ ذاتیہ جلّ شانہٗ کا پھل اس کو لگتا ہے۔"

(الحکم ۳۔ مارچ ۱۸۹۹ صفحہ ۳)

۱۰۔ "میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اس حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہمارے شاملِ حال ہوگی کہ ہم صراطِ مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں' نہ صرف قال سے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہوگا"۔

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ صفحہ ۲)

اور فرمایا

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہر تار وجودم بتن پر آمد بعشق او

از خود تہی و از غم کس دلستاں پرم

ترجمہ = میں خدا تعالیٰ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوں ۔ اگر اس بات کا نام کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔ آپ کا عشق میرے وجود کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے میں اپنے آپ سے خالی اور اس کے محبوب کے غم سے پر ہوں۔

○○○